OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
January-March-2024
Vol: 9, Issue: 33
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

واقدی پر بحیثیت راوی اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

A Critical Review of the Objections on Wāqidī as Rāvī

Rana Ahmed Raza
Lecturer, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore: raraza1001@gmail.com
Imtiaz Ahmad
Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore: dr.imtiazahmad@gcu.edu.pk

Abstract

Muḥammad bin Umar al-Wāqidī is one of the prominent biographers of the prophet Muḥammad (peace and blessings be upon him). The narrations reported by him in his book of Maghāzī and other sources such as al-ṭabaqāt of ibn Sa'd and al-ṭabarī have been criticized and al- Wāqidī have been labled as *ghair thiqah* (unauthentic) and Ḍaīf for various reasons. But the fact is different. In fact, the majority of those who raised objections to al-Wāqidī are also convinced that he is a pioneer of Maghāzī or Imam al Maghāzī. Also all his critics accept him as Ḥujjat in Maghāzī. Therefore, weighing the objections against al-Wāqidī in the balance of al-Jarh wa al-Ta'dil is necessary. This paper seeks to critically evaluate the allegations raised against al-Wāqidī as "Rāvī" (narrator) in the light of Asma-al-Rijāl books and the sources of his biography.

Keywords: Maghāzī, Narrator, *Wāqdī*, objections, *al-Jarh wa al-Ta'dil*,

محمد بن عمر الواقدی مشہور تبع تابعی بزرگ، کتب اسمائے رجال میں آپ کا ذکر صاحب مغازی و سیر اور تاریخ دان کے طور پر مذکور ہوا ہے۔ابن ندیم نے آپ کو اخباریوں میں بھی شامل کیا ہے[1]۔آپ کے بھائی شملہ بن عمر سے بھی

[1] ابن ندیم،ابن اسحٰق الوراق،الفہرست،(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ،2011ھ)،ص:269
Ibne Nadeem,Ibne Isḥāq al Warāq,al Fehrist,(Lahore,IDāra Thaqāfat Islāmia,2011),P:269

روایت کی گئی ہے[2]۔ عرب کے معروف قبیلہ بنواسلم کے سردار صحابی رسول حضرت بریدہ بن الحصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور مدینہ منّورہ کے مشہور گندم فروش[3] عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کے یہاں واقدی کے دادا' واقد' غلام رہے تھے[4]، اس لیے اپنی خاندانی و قبائلی پہچان بنواسلم سے منسوب مولیٰ العتاقہ [5] کی ہے۔ آپ کا مکمل نام و نسب، ابو عبداللہ محمد بن عمر [6] بن واد [7] الواقدی [8] المدنی[9] الاسلمی [10] ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔[11] ابتدائی تعلیم اور پرورش مدینہ میں ہی پائی[12] ذہبی نے کہا کہ حجاز مقدس اور شام جا کر صغار تابعین سے تعلیم

---

[2] البردیجی، ابو بکر احمد بن ہارون، طبقات الاسماء المفردہ: من الصحابۃ والتابعین، (بیروت: فلاس والنشر للدراسات، 1987م) 129:1

Al Bardaijī, Abu Bakar Aḥmad bin Hāroon, Ṭabqāt al Asmā al Mufrada min al Saḥāba wa al Tābi'een,(Beirūt, Falās wa al Nashar lil Darāsāt,1987),1:129

[3] کحالہ، عمر رضا، معجم المؤلفین، (بیروت: دار الاحیاء اثرات العربی لبنان)، 96:11

Ka Ḥāla, Umar Razā, Mua'jam al Mualafeen,(Beirūt,Dār ul Aḥyā Aturāth al A'rbī Lebanān),11:96

[4] ذہبی، احمد بن عثمان، حافظ، میزان الاعتدال: فی نقد الرجال، (سانکلہ ہل: المکتبۃ الاثریہ پاکستان، س ن)، 664:3

Zahbī, Aḥmad bin Uthmān,Ḥāfiz,Mezān al I'tdāl fi Naqad al Rijāl,(Sānkla Hil al Maktaba al Athria Pākistān, NY),3:664

[5] آزاد کردہ غلام، موالی کی ایک قسم ہے محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2011)ص: 212-213

Azād krda Ghulām, Mawālī kī aik Qisam he Meḥmood al Ṭeḥān,Teseer Muṣṭaliḥ al Ḥadith,(Lahore,Maktab Qadoosia,2011,)P:212-213

[6] ابن سعد، بن منیع البصری، الطبقات الکبریٰ، (قاھرہ: دار الفکر بیروت، 1414ھ)، 322:5

Ibne Sa,d,bin Mun,ee al baṣrī,al Ṭabaqāt al Kubra,(Qāhira,Dār ul Fikr Beirūt1414),5:322

[7] ذہبی، میزان الاعتدال، 662:3

Zahbī,Mezān al I'tdāl,3:662

[8] نسب دادا کے نام واقد سے واقد منسوب ہے، (اُردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور)، 22: 585

Nasab Dādā ke Nām Wāqid se Wāqid Mansoob he,(Urdu Dāira muā'rif Islāmia Lahore),22:585

[9] مغلطائی، علاؤالدین ابن قلیج، اکمال تھذیب الکمال: فی اسماء الرجال، (قاھرہ، دار الفاروق الحدیثۃ 1422)

Mughalṭāī, Alāudeen Ibne Qulaij,Akmāl Tahzeeb al Kamāl fi Asmā al Rijāl,(Qāhira,Dār al Fārooq al Ḥadithia 1422)

[10] ابن ندیم، الفھرست، ص، 236

Ibne Nadeem,al Fehrisat,P:236

[11] یاقوت حموی، معجم الادباء، (قاھرہ: دار المامون، مکتبۃ القراۃ والثقافۃ، س۔ن)، 281:18

Yāqoot Ḥamvī,Mua'jam al Adabā,(Qāhira Dār al Māmoon,Maktaba al Qirāt wa al Thaqāfat NY),18:281

[12] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، (قاھرہ: مکتبۃ الخانجی ومطبعۃ السعادۃ، 1931م) 3:4

Khateeb Baghdādī, Tārikh Baghdād,(Qāhira maktaba al Khāniji wa Maṭba't al S'ādat,1931),3:4

حاصل کرتے رہے[13]، مگر یہ بات درست نہیں اس لئے کہ آپ کو امام مالک بن انس جیسے جلیل القدر تابعی محدّث کی صحبت میسر تھی اور آپ امام مالک کے گھر میں لگنے والی علمی مجلس میں باقاعدہ حاضری دیتے تھے[14]، آپ کے اساتذہ میں امام مالک کے علاوہ، سفیان ثوری، معمر بن راشد، ابو معشر جیسے نامور حضرات قابل ذکر ہیں[15] اور آپ نے ابن جریج، ابن ابی ذئب، محمد بن عبداللہ بن مسلم ابن اخی زہری جیسے جیّد علماء سے روایات لی ہیں[16]۔ ابن ابی سبرہ، عبدالحمید بن جعفر، فرزند ابن شہاب زہری اور امام مالک سے خصوصاً احادیث روایت کرتے رہے[17]۔ آپ کے معروف شاگردوں میں ابن سعد قابل ذکر ہے جو آپ کا کاتب بھی تھا[18]، محدث ابن ابی شیبہ، سلمان بن داؤد الشاذکونی، محمد بن شجاع الثلجی (کتاب المغازی کو روایت کرنے والے)[19]، ابن ابی حاتم، ابو عبید قاسم بن سلام اور محمد بن ادریس الشافعی[20] بھی آپ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ معروف صوفی محدث بشر الحافی نے بھی واقدی سے روایت

---

[13] ذہبی، سیر الاعلام النبلاء (بیروت؛ مؤسسۃ الرسالۃ، شارع سوریا لبنان 1403ھ)، 9:404

Zahbī,Siar al A'lām al Nubalā,(Beirūt, Muasisa al Risālat,Shār'a Soriā Lebanān1403) ,9:404

[14] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 4/3، سمعانی، ابی سعد عبدالکریم بن منصور، الامام، الانساب، (حیدر آباد دکن: دائرۃ لمعارف العثمانیہ، الطبعۃ الاولیٰ: 1402ھ/1982م)، 281/13، محمد مصطفی الاعظمی، تقدیم الموطا، 91/2

Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,4:3,Samā'nī,Abi Sa'd Abdulkareem bin Manṣoor, Al Imām, Al Ansāb,(Ḥaiderābād dakan,Dāira Li Mu'ārif al Uthmānia,al Taba al Aula:1402/1982),13:281, Muḥammad Muṣṭafa al A'zmī,Taqdeem al Muaṭā,2:91

[15] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 322/5، خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 22/3، سمعانی، الانساب، 281/13

Ibne Sa'd,al Ṭabaqāt al Kubra,5:322, Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:22,Samā'nī,al Ansāb,13:281

[16] یاقوت حموی، معجم الادباء، 277/18، ابن سعد، الطبقات الکبری، 322/5 وخطیب بغدادی 3/3

Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā,18:277,Ibne Sa'd,al Ṭabaqāt al Kubra,5:322, Khaṭeeb Baghdādī,3:3

[17] مزی، جمال الدین، تھذیب الکمال، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1425ھ) 277/9

Mazī,Jamāl ul deen,Tehzeeb al Kamāl, (Beirūt,Dār ul Kutab al I'lmia 1425),9:277

[18] یاقوت حموی، معجم الادباء، 277/18

Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā,18:277

[19] ذہبی، سیر الاعلام النبلاء، 350/9

Zahbī,Siar al A'lām al Nubalā,9:350

[20] سیوطی، جلال الدین، طبقات الحفاظ، (قاھرہ، مکتبہ وھبہ، 1393ھ)، ص، 144

Suyuṭī,Jalāluldeen,Ṭabaqāt al Ḥufāz,(Qāhira,Maktaba Wahba,1393),P:144

لی ہے جسے ابن خلکان نے نقل کیا ہے[21] مغربی بغداد کے قاضی کا منصب تادم مرگ آپ کے پاس رہا[22]، ۷۷ سال کی عمر میں ۱۱ ذی الحجہ ۲۰۷ ہجری کی رات آپ نے وفات پائی[23]، آپ کی نماز جنازہ بغداد کے ایک اور قاضی محمد بن سماعہ التمیمی الکوفی متوفی ۲۳۳/۲۳۶ ہجری[24] نے پڑھائی [25]۔ مدینہ منورہ میں عرصہ دراز تک درس مغازی دیتے رہے[26] یاقوت حموی نے سیر ومغازی، فقہ، اخبار الناس و دیگر علوم میں آپ کی ثقاہت پر اجماع ذکر کیا ہے [27] حافظ ذہبی نے کڑی تنقید کے باوجود، آخر میں علماء کو سیرت ومغازی میں آپ کا محتاج کرم قرار دیا ہے[28] ابن ندیم اور یاقوت نے متفقہ طور پر واقدی کی 28 تصانیف کا ذکر کیا ہے جو قرآن، حدیث، تاریخ، انساب، فقہ اور متفرق موضوعات پر لکھی گئی ہیں[29] ان میں سے اکثر معدوم ہیں ماسوائے "الردّہ و الدّار" کہ جس کے کچھ حصے ابن خلکان کے مطابق طبری نے نقل کیے ہیں[30] یا "تاریخ الکبیر" جس کا حوالہ طبری تاریخ الامم والملوک میں دیتا ہے[31]۔ مغازی و سیر

---

[21] ابن خلکان، وفیات الاعیان وانباء الزمان، (بیروت: دار الاحیاء التراث العربی)، 290/2

Ibne Khalqān,wa Fayāt al A’yān wa Anbā al Zamān,(Beirūt,Dār Aḥyā al Turāth al A’rbī),2:290

[22] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 21/3 Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:21

[23] سمعانی، الانساب، 281/13، Samā’nī,al Ansāb,13:281

[24] ابن خلکان، وفیات الاعیان، 1417

Ibne Khalqān,wa Fayāt al A’yān,1417

[25] ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، (لاہور: نشر السنۃ اردو بازار، س۔ن)، 181/9-182

Ibne Ḥajar Asqalānī,Tahzeeb al Tahzeeb,(Lahore,al Sunna Urdu Bāzār,NY),9:181-182

[26] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 7/3 Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:7

[27] یاقوت حموی، معجم الادباء، 277/18، ذہبی سیر الاعلام النبلاء 407/9، مزی، تہذیب الکمال، 230/9

Yāqoot Ḥamvī, Mua’jam al Adabā,18:277, Zahbī,Siar al A’lām al Nubalā,9:407, Mazī,Tahzeeb al Kamāl,9:230

[28] ذہبی، سیر الاعلام النبلاء، 469/9 Zahbī,Siar al A’lām al Nubalā,9:469

[29] ابن ندیم، الفہرست، ص: 136-137، یاقوت حموی، معجم الادباء، 281/18-283

Ibne Nadeem,Al Fahrist,P:136-137, Yāqoot Ḥamvī, Mua’jam al Adabā,18:281-283

[30] ابن خلکان، وفیات الاعیان، 390/2 Ibne Khalqān,wa Fayāt al A’yān,2:390

[31] الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، حافظ، تاریخ الامم والملوک، (بیروت: دار الکتب العلمیہ لبنان، 1426ھ)، 639/3

Al Ṭabrī,Abu Ja’far Muḥammad bin Jarir,Ḥāfiz,Tārikh al Umam wa al Malook,(Beirūt,Dār al Kutab al I’lmia,Lebanān 1426),3:639

سے متعلق آپ کی تقریباً 12 کتب کے نام ملتے ہیں جن میں کتاب السیرۃ، ازواج النبی ﷺ، وفات النبی ﷺ، طعم النبی ﷺ بلا واسطہ سیرت النبی کے موضوع پر ہیں۔ ان کی تفصیلات نہ مل سکی ہیں البتہ طعم النبی ﷺ کے عنوان سے "محاصیل خیبر"، جو ازواج رسول کی آمدنی تھی، سے متعلق معلومات خود کتاب المغازی میں مذکور ہوئی ہیں۔[32]

بحیثیت راوی واقدی کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے پر باقاعدہ دلائل مرقوم ہوئے ہیں، اہل علم متقدمین کے ایک طبقہ نے ان پر بعض وجوہ سے جرح کی ہے جن کے پیش نظر رکھتے ہوئے متاخرین علماء نے واقدی پر اعتراضات وارد کیے ہیں۔ مگر یہ سلسلہ فقط جرح و طعن پر مشتمل نہیں بلکہ دوسری طرف انہیں متقدمین میں سے ایک جماعت واقدی کی تعدیل کی قائل ہے اور انہوں نے ثقاہت پر دلائل قائم کیے ہیں۔ واقدی پر مختلف اعتبار سے جو اعتراضات وارد کیے گئے ہیں ان میں ضبط کے لحاظ سے سوء حفظ، نسیان، ضعیف جبکہ عدالت کے لحاظ سے کذاب، وضاع، منکر، متروک اور سقم اسناد کے لحاظ سے مقلوب، معضل، مرکب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں سبب اعتراض بننے والے چند وجوہ طعن کا جائزہ لیا گیا ہے۔

پہلا اعتراض: متروک الحدیث

واقدی پر تمام تر اعتراضات اور جرح کرنے والے طبقہ محدثین کے علماء ہیں اسی لیے یہ جرح بھی اصحاب الحدیث کی جانب سے ہوتی ہے خود ابن سعد بھی اس پر جرح نہیں کرتے حالانکہ سب سے زیادہ واقدی کی روایات کو انہوں نے پڑھا اور جانچا تھا۔ واقدی کو متروک قرار دینے کے متعلق اقوال حسب ذیل ہیں:

ابن ابی حاتم نے ابو بکر ابن خیثمہ کی سماعت سے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ:

(۱) "لا یکتب حدیث الواقدی لیس بشئ"۔[33]

اس بارے میں خطیب بغدادی[34] اور جمال الدین مزی[35] نے بھی ابن ابی حاتم کی متابعت کی ہے۔

---

[32] واقدی، محمد بن عمر، ابو عبد اللہ، کتاب المغازی، (کوئٹہ: مکتبۃ المعروفیہ، 2018م)، 2/155-159

Wāqidī,Muḥammad bin Umar,Abu Abdullah,Kitāb al Maghāzī,(Koita, Maktaba al Ma'rofia,2018),2:155-159

[33] ابن ابی حاتم، ابو محمد عبد الرحمٰن، حافظ، الجرح والتعدیل، (بیروت: دار الکتب العلمیہ لبنان، 1903م)، 4/20

Ibne abi Ḥātim,Abu Muḥammad Abdulreḥman, Ḥāfiz,al Jaraḥ wa al Ta'deel,(Beirūt,Dār al Kutab al I'lmia Lebanān,al Ṭaba al oula1382/1903),4:20

[34] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 3/13 Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:13

شیخ علاؤالدین مغلطائی نقل کرتے ہیں کہ امام بخاری نے تاریخ الصغیر میں کہا ہے:

(۲) ما عندی للواقدی حرف ولاعرفت من حدیثه فلا اقنع به۔[36]

"کہ میرے پاس واقدی کی حدیثوں میں سے ایک حرف بھی نہیں ہے اور نہ میں اس کی حدیثوں کو (اپنی کتابوں میں) جانتا ہوں اور میں نے اسے چھپایا بھی نہیں ہے۔"

جبکہ یاقوت حموی نے بخاری کا یہ قول بھی لکھا کہ "سکتوا عنه" [37]اس (واقدی) کے بارے خاموشی اختیار کرو۔ حافظ ذھبی نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔[38]ابوداؤد نے کہا کہ:

(۳) لا اکتب حدیثه ولا احدث عنه ما اشک انه کان یفتعل الحدیث لیس ننظر للواقدی الاتبین امره۔[39] "نہ میں اس کی حدیث لکھتا (روایت کرتا) اور نہ ہی میں ایسے شخص سے روایات کرتا ہوں جس کے بارے میں مجھے شک وشبہ ہو، بے شک وہ حدیث کے ساتھ ایسا بھی کرتا تھا ہم واقدی سے روایت نہیں دیکھتے ماسوائے جب وہ اپنا فیصلہ واضح کردے۔" حافظ ذھبی نے کلمات جرح کے اختتام پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

(۴) اما الفرائض فلا ینبغی ان یذکر فھذه الکتب الستة و مسند احمد وعامة من جمیع فی الاحکام۔[40] "جہاں تک فرائض (واحکام سے متعلق حدیثوں کی بات ہے) تو کتب (صحاح) ستہ اور مسند احمد اور (سنن) احکام کی جامع کتابوں میں ان حدیثوں کا ذکر نہیں ہونا چاہئے۔"

خطیب بغدادی نے ابن نمیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

(۵) "قال ابن سعید حدثنی محمد بن عبدالله بن سلیمان قال سمعت ابن نمیرو ذکر حدیثاً فقلت له: یا ابا عبدالرحمن اتملی ھذا؛ قال: ھو عن الواقدی ولست احب ان احدث

---

[35] مزی، تہذیب الکمال 229/9 — Mazī,Tahzeeb al Kamāl,9:229

[36] مغلطائی، اکمال تہذیب الکمال، 294/10 — Mughalṭāī,Akmāl Tahzeeb al Kamāl,10:294

[37] یاقوت حموی، معجم الادباء، 277/18 — Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā,18:277

[38] ذھبی، میزان الاعتدال، 660/3 — Zahbī,Mezān al I'tdāl,3:660

[39] ابن حجر، تہذیب التہذیب، 232/9 — Ibne Ḥajar,Tahzeeb al Tahzeeb,9:232

[40] ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 469/9 — Zahbī,Siar al A'lām al Nubalā,9:469

عنہ"۔[41]"ابن سعد کہتے ہیں مجھ سے محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن نمیر کو سنا جب ان سے واقدی کی حدیث کا ذکر کیا گیا تو میں نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمن کیا تو نے اسے ملایا (روایت کیا) ہے؟ تو اس نے کہا: وہ حدیث واقدی سے مروی ہے اور میں اس سے حدیث روایت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔" ابن ابی حاتم نے قول بھی درج کیا ہے:

(۶) قال عبدالرحمن سالت ابی (عبدالرحمٰن کا والد ابو عبدالرحمن محمد بن عبداللہ بن سلیمان ہے۔)[42] عن محمد بن عمر الواقدی المدنی فقال: متروک الحدیث۔[43]

عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے واقدی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔

(۷) قال عبدالرحمن سالت ابا زرعة عن محمد بن عمر الواقدی فقال: ضعیف قلت تکتب حدیثه قال: ما یعجبی الا علی الاعتبار، ترک الناس حدیثه۔[44]

جمال الدین مزی نے بھی اس قول کی اتباع کی ہے۔[45]

عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے واقدی کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا پھر میں نے پوچھا کہ اس کی حدیث لکھتے ہیں؟ تو کہا: مجھے تعجب ہے سوائے اعتبار کے (یعنی اعتبار فن حدیث میں اصطلاح ہے۔[46] اس سے مراد شاہد متن تلاش کر کے متابع اور متابع کے درمیان متابعت تلاش کرنے کا عمل ہے۔)[47] محدث لوگوں نے اس کی حدیثوں کو ترک کر دیا ہے۔

ابراہیم بن شعبیہ الغازی نے محمد بن اسماعیل بخاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

---

[41] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 14/3 — Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:14

[42] ایضاً، 14/3 — Ibid,3:14

[43] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، 21/4 — Ibne abi Ḥātim, al Jaraḥ wa Ta'deel,4:21

[44] ایضاً، — Ibid,

[45] مزی، تہذیب الکمال، 229/9 — Mizī, Tahzeeb al Kamāl,9:229

[46] محمود الطحان،، الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، طبع: ۲۰۱۱ء، ملخصاً)
Meḥmood al Ṭeḥān, al Doctor,Teseer Muṣṭaliḥ al Ḥadith,(Lahore,Maktaba Qadosia, Ṭaba 2011,Mulkhisan)

[47] مزی، تہذیب الکمال، 229/9 — Mizī,Tahzeeb al Kamāl,9:229

(۸) محمد بن عمر الواقدی: متروک الحدیث۔ [48]اسے مزی نے بھی نقل کیا ہے۔[49]

سعید بن عمرو البرزعی کہتے ہیں[50] "کہ ابو زرعہ سے واقدی کے متعلق پوچھا گیا تو کہا: لوگوں نے اس کی حدیثوں کو ترک کیا ہے۔"

(۹) فقال: ترک الناس حدیثه۔[51]

امام نسائی کے فرزند عبدالکریم بن احمد بن شعیب بن علی النسائی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

(۱۰) قال ابی: محمد بن عمر الواقدی متروک الحدیث۔ [52]

جمال الدین مزی نے احمد بن حنبل کے حوالے سے لکھا:

(۱۱) ترکه احمد وابن نمیر قال مسلم متروک-[53]

احمد بن حنبل نے واقدی کو ترک کیا ہے اور ابن نمیر نے بھی مسلم نے بھی کہا کہ وہ متروک ہے۔اسے ابن حجر نے بھی نقل وذکر کیا ہے۔[54]

اعتراضات کا تنقیدی جائزہ:

واقدی کو متروک کہنے والوں کی ایک بنیادی اور مشترک دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ جسے احمد بن منصور الرمادی نے بیان کیا ہے انہوں نے احمد بن حنبل کی طرف کچھ لکھ کر بھیجا (شاید مجموعہ روایات ہو) اس میں واقدی کا ذکر کیا تو اس (احمد بن حنبل) نے کہا:

---

[48]خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 13/3 Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:13

[49]مزی، تہذیب الکمال، 229/9 Mizī,Tahzeeb al Kamāl,9:229

[50]خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 15/3 Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:15

[51]ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 463/9 Zahbī,Siar al A'lām al Nubalā,9:463

[52]خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 10/3 Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:10

[53]مزی، تہذیب الکمال، 230/229/9 Mizī,Tahzeeb al Kamāl,9:229-230

[54]ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، ۸۵۰/۱۰ (رقم:۵۸۶۹) (حیدر آباد: دائرہ معارف النظامیہ، طبع ۱۳۴۱ھ)، 80/6

Ibne Ḥajar Asqalānī Lisān al Mezān,10:850,Raqam:5869,(Ḥaiderābād,Dāira Mu'ārif al Nazāmia, Ṭaba 1341),6:80,

"کیف یستحل ان نکتب عن رجل روی عن معمر حدیث نبهان مکاتب ام سلمة وهذا حدیث یونس تفردبه"-[55]

اسے خطیب، مزی[56] اور ابن حجر[57] اور جملہ آئمہ رجال نے نقل کیا ہے۔

دراصل واقدی بذات خود اسناد پر اور روایت و درایت پر گہری نظر رکھنے والا شخص تھا چنانچہ ابن سعد الطبقات میں نقل کرتے ہیں کہ :

قال : اخبرنا محمد عمر قال: سمعت ابا بکر بن ابی سبرة یقول: قال لی ابن جریج : اکتب لی احادیث من احادیثک جیاداً، قال: فکتبت له الف حدیث، ودفعتها الیه، ما قراها علی ولا قراتها علیه-قال محمد بن عمر: ثم رایت ابن جریج قد ادخل فی کتبه احادیث کثیر من حدیثه، یقول: حدثنی ابو بکر عبدالله یعنی ابن ابی سرة، وکان کثیر الحدیث ولیس بحجة-[58] ابن سعد کہتے ہیں: "ہمیں خبر دی گئی کہ محمد بن عمر الواقدی نے کہا اس نے ابن ابی سبرہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن جریج نے محمد ابن ابی سبرہ) سے کہا: میرے لیے اپنی احادیث کے مجموعہ سے عمدہ حدیثیں لکھ دو۔ تو میں نے اسے ایک ہزار حدیثیں لکھ کر دیں اور اس کی طرف بھجوا دیں لیکن اس نے مجھ پر قرات کی نہ میں نے اس کو پڑھ کر سنائیں"۔ "محمد بن عمر واقدی نے کہا پھر میں نے ابن جریج کو دیکھا کہ اس نے اپنی نگاہوں میں اس (ابن ابی سبرہ) کی ڈھیروں حدیثیں شامل کر لیں اور وہ (ابن جریج) کہتا ہے "حدثنی ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سرة" پس وہ کثیر الحدیث ہے مگر حجت نہیں ہیں۔"

واقدی مظلوم ہے:

واقدی ایک حدیث روایت کرتے ہیں:

عن نبهان مولیٰ ام سلمة عن ام سلمة قالت: کنت عند النبیﷺ وعنده میمونة، فاقبل ابن ام مکتوم وذلک بعد ان امر بالحجاب فقال رسول الله: ((احتجبا منه)) فقلنا: یا رسول الله الیس اعمی ولا یبصرنا ولا یعرفنا قال ((افعمیا وان انتما الستما تبصرانه))۔ "ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ : میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھی اور آپ کے قریب میمونہ رضی اللہ عنھا بھی تھیں میں ابن ام مکتوم (نابینا صحابی) آئے اور

[55] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 18/3 — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, 3:18

[56] مزی تہذیب الکمال، 229/9 — Mizī, Tahzeeb al Kamāl, 9:229

[57] ابن حجر، تہذیب التہذیب، 324/9 — Ibne Ḥajar, Tahzeeb al Tahzeeb, 9:324

[58] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 196/4 — Ibne Sa'd, Al Ṭabaqāt al Kubra, 4:196

یہ حکم پردہ نازل ہونے کے بعد کی بات ہے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (ابن ام مکتوم) سے پردہ کرو تو ہم دونوں بولیں: اے اللہ کے رسول کیا وہ اندھا نہیں وہ نہ تو ہمیں دیکھتا ہے اور نہ ہی پہچانتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ اندھا ہے تو کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھتیں"۔

اس حدیث کی سند جو واقدی سے منقول ہے خطیب بغدادی نے یوں نقل کی ہے:

"رواہ الواقدی عن معمر بن راشدومحمد بن عبداللہ ابن اخی الزہری عن الزہری کذلک"۔ [59]

امام احمد بن حنبل سے اس سند کے بارے میں یوں منقول ہے:

"حدثنی احمد بن محمد قال سمعت احمد بن حنبل یقول: لم نزل نراجع امر الواقدی حتی روی عن معمر عن الزہری عن نبہان عن ام سلمہ عن النبیﷺ ((افعمیاؤ ان انتما تبصرانہ)) فجاء بشئی لا حیلہ فیہ والحدیث حدیث یونس لم یروہ غیرہ"۔[60]

"احمد بن محمد نے روایت کیا کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ: ہم اب بھی واقدی کے معاملے میں جائزہ لے رہے ہیں یہاں تک کہ وہ "معمر عن زہری عن نبہان" روایت کرتا ہے میں وہ ایسی چیز لایا ہے اسی میں کوئی بہانہ نہیں ہے کہ وہ حدیث یونس کی حدیث ہے جسے کسی اور نے روایت نہیں کیا"۔

اس حدیث کی جو سند یونس سے منقول ہوتی ہے وہ یہ ہے: "عن عبداللہ بن المبارک عن یونس بن یزید عن الزہری قال حدثنی نبہان مولیٰ ام سلمہ عن ام سلمة"۔ [61]

خطیب بغدادی نے اس حدیث کی دیگر سندیں یوں بیان کی ہیں:

"حدثنی الحسن بن علی التمیمی اخبرنا احمد بن جعفر بن حمدان حدثنا عبداللہ بن احمد (بن حنبل) حدثنی ابی حدثنا عبدالرحمن بن المہدی حدثنا عبداللہ بن المبارک عن یونس عن ابن یزید عن الزہری"۔ [62]

ابو بکر الارزم کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ (احمد بن حنبل) کو فرماتے سنا کہ حدیث نبہان کو یونس کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا۔ اور واقدی اسے معمر و ھشیم سے روایت کرتا ہے یا یہ معمر کی حدیثوں میں سے نہیں ہے۔

---

[59] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۷/۳ — Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:17

[60] ایضاً — Ibid

[61] ابوداؤد، السنن، رقم: ۴۱۱۲ — Abu Dāwood,Al Sunan,Raqam:4112

[62] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۷/۳ — Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:17

ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن جعفر القزوینی مصر میں رہنے والے رویات کرتے ہیں کہ ہم نے احمد بن منصور الرمادی نے بیان کیا کہ ہمارے پاس علی ابن المدینی آئے دو سو سات یا آٹھ ہجری کے بعد اور کہا کہ واقدی ہمارا قاضی تھا رمادی نے کہا: اور میں گھوم رہا تھا جبکہ میرے ساتھ وہ شیوخ تھے جنہوں نے ان سے سنا تو ہمیں کہا کہ ہم چاہیں گے کہ واقدی کے بارے میں سنیں اور اس کی مرویات جو اس سے سماع کیا گیا پھر میں نے اس کے بعد کیا۔ اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ اس سے سماع کروں تو احمد بن حنبل نے میری طرف مکتوب لکھا اس میں واقدی کا ذکر کیا اور کہا۔ کیسے ممکن ہے کہ ہم ایسے شخص سے حدیث لکھیں جو معمر سے حدیث نبھان روایت کرتا (اور جو ام سلمہ کا غلام تھا) جبکہ یہ حدیث یونس کا تفرد ہے۔ اور رمادی نے کہا آخر میں معمر سے منقطع حدیث ذکر کی جو احمد واقدی پر انکار کرتا ہے۔

رمادی کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ کے بعد مصر گیا اور ابن ابی مریم نے ہم سے یہی حدیث "عن نافع بن يزيد" بیان کی رمادی کہتے ہیں:

"حدثنا ابن ابی مريم اخبرنا نافع عن ابيه يزيد عن عقيل عن ابن شهاب عن نبهان مولیٰ ام سلمة"-[63]

رمادی کہتے ہیں سعید ابن ابی مریم کو یہ حدیث سنا کر فارغ ہونے پر میں بہت ہنسا تو اس نے پوچھا کیوں ہنستے ہو تو میں نے اس کو احمد بن حنبل کا میری جانب لکھا قول بتایا کہ یہ حدیث یونس کا تفرد ہے۔ اور تو اسے نافع بن یزید سے عقیل روایت کرتا ہے اور وہ یونس سے بلند درجہ کی ہے تو محمد (رمادی) سے ابن ابی مریم نے کہا کہ بے شک ہمارے مصری شیوخ زھری کی باتوں کی پرواہ (قدر) کرتے ہیں۔

خطیب بغدادی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبدالغنی بن سعد نے خبر دی کہ انہیں ابو طاھر القاضی نے خبر دی کہ ابراہیم بن جابر نے کہا میں نے الرمادی کو سنا اور وہ اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے "عقيل عن ابن شهاب الزهری" کے واسطے سے اور کہا: هذا مما ظلم فيه الواقدی اس معاملہ میں واقدی پر ظلم ہوا ہے۔

اصحاب الحدیث کے نزدیک: موضع تفرد غرابت کی جگہ کو کہتے ہیں اور اس حوالے سے غریب کی دو قسمیں ہیں۔

غریب مطلق: غرابت اگر طبقہ صحابہ میں ہو تو غریب مطلق ہے۔ مثال حدیث:

"عن عمر بن خطاب رضی الله عنه قال رسول اللهﷺ انما الاعمال بالنيات"- [64]

اسے اکیلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

---

[63] ایضاً، ۱۸/۳ — Ibid,3:18

[64] بخاری، الصحیح، رقم: ۱ — Bukhāri,Al Sahih.Raqam:1

غریب نسبی یا فرد نسبی: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان میں غرابت ہو یعنی اصل سند صحابی ایک سے زیادہ بیان کریں بعد میں اکیلا راوی ہو۔ مثال حدیث: مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ عنہ ان النبیﷺ دخل مکۃ علی و علی راسبہ المغفر (متفق علیہ)۔ [65]

اس حدیث کی سند میں مالک زہری سے روایت کرنے میں اکیلے ہیں۔ مسند بزار اور معجم اوسط طبرانی میں غرائب بکثرت پائی جاتی ہیں اور خطیب بغدادی نے خود اس کی وضاحت بڑے عمدہ انداز سے کر دی ہے کہ یہ حدیث یونس کا تفرد نہیں بلکہ نافع بن یزید عن عقیل کے طرق سے بھی مروی ہے جو کہ خود اعلاء من یونس ہے۔[66] اور احمد بن حنبل کو اس میں غلط فہمی ہوئی ہے نیز اس پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "هذا مما ظلم فيه الواقدی"[67] یہاں تو واقدی پر ظلم ہوا ہے اسے ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں[68] اور جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال میں درج کیا ہے۔[69]

دراصل متروک اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں کوئی ایک راوی متہم بالکذب ہو۔[70] علامہ غلام رسول سعیدی نے حدیث متروک کے حکم پر بڑی عمدہ بحث کی ہے لکھتے ہیں کہ: جس حدیث کی سند میں کوئی طعن یا جرح پایا جائے تو وہ حدیث سند کے اعتبار سے مطعون اور مجروح ہوتی ہے اور حدیث متروک جس کا راوی متہم بالکذب ہو باقی احکام کی بہ نسبت زیادہ شدید ضعف کی حامل ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں متعدد وجوہ طعن ہوں مثلاً وہ حدیث معلول بھی ہو منکر بھی اور متروک بھی لیکن متعدد وجوہ طعن جمع ہونے کے باوجود بھی وہ حدیث ضعیف ہی رہے گی البتہ جس قدر وجوہ طعن زیادہ ہوں گے اس کا ضعف بڑھتا چلا جائے گا"۔[71]

اس کے بعد سعیدی علیہ الرحمہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ:

---

[65] محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص:۳۳ Meḥmood al Ṭeḥān, Teser Muṣṭaliḥ al Ḥadith,P:33

[66] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۸/۳ Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:18

[67] ایضاً، ۱۹/۳ Ibid,3:19

[68] ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۳۲۴/۹ Ibne Ḥajar,Tahzeeb al Tahzeeb,9:324

[69] مزی، تہذیب الکمال، ۲۲۹/۹-۲۳۰ Mizī,Tahzeeb al Kamāl,9:229-230

[70] غلام رسول سعیدی، تذکرۃ المحدثین، (لاہور: فرید بک سٹال اردو بازار)، ص:۳۷
Ghulām Rasool Sa'eedī, tazkra al Muḥadithin,(Lahore, Farid book Stall Urdu Bāzār),P:37

[71] ایضاً، ص:۳۷ Ibid,P:37

بتلانا یہ مقصود ہے کہ سند میں طعن اور جرح کی زیادتی اس کے وضع اور بطلان کو مستلزم نہیں ہوتی۔[72]

مندرجہ بالا کلام کی روشنی میں مذکورہ اقوال جرح خود کمزور دکھائی دیتے ہیں جیسے:

(۱) یحییٰ بن معین کا قول کا واقدی سے اخذ حدیث نہ کرنا واقدی کے متروک ہونے پر دلیل نہیں نہ ہی اس کی علمیت مغازی کو مانع ہے بلکہ اس کی مخالفت میں ذھبی نے اپنا فیصلہ کیا ہے کہ :کان الناس یحتاج الیہ من الغزوات والتاریخ والورد آثارہ من غیر احتجاج۔[73] لوگ تاریخ و مغازی کے علم میں واقدی کے محتاج ہیں اور ہم بھی اس کے اقوال وآثار کو بغیر جرح کے نقل کرتے ہیں۔

(۲،۳) ابو داؤد کے اخذ سے انکار کی وجہ ابن المدینی کا وہ قول ہے کہ جس میں ہزار حدیثیں واقدی کے پاس موضوع دیکھیں جبکہ خود ابن المدینی نے اس کا جواب دے دیا کہ وہ واقدی نے وضع نہیں کی تھیں بلکہ وہ صرف اس کے پاس تھیں۔[74] شاید واقدی بھی ان حدیثوں پر تحقیق کرتا ہو لہٰذا ابو داؤد کا یہ قول واقدی پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔

سنن ابی داؤد میں واقدی کے متون:

علاوہ ازیں ابو داؤد میں خود واقدی کے متون دیگر اسناد کے ساتھ مرقوم ہیں۔

غزوہ بدر میں نکلنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا کرنا یوں منقول ہوا ہے۔

۱- قال رسول اللهﷺ: اللهم انهم حفّاه فاحملهم وعراة فاكسهم وجياع فاشبعهم وعالة فاغنهم من فضلك- [75]

غزوۂ ذات الرقاع میں صلوۃ الخوف کے بارے میں یوں وارد ہوا ہے۔

۲- فبينا رسول الله فقال: من رجل يكلؤنا الليلة- [76]

۳۔ حضرت خالد بن ولید نے غزوہ حنین میں عورت کو قتل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ پیغام دے کر روانہ فرمایا۔

---

[72] ایضاً — Ibid

[73] ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۹/۴۶۹ — Zahbī,Siar al A'lām al Nubalā,9:469

[74] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳/۱۱-۱۲ — Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:11-12

[75] واقدی، کتاب المغازی، ۱/۴۰؛ ابی داؤد، السنن، رقم: ۲۷۴۷
Wāqidī,Kitāb al Maghāzī,1:40,Abi Dāwood,al Sunan,Raqam 2747

[76] ایضاً، ۱/۳۳۴؛ ایضاً، رقم: ۱۹۸ — Ibid,1:334;Ibid,Raqam:198

فقال: ان رسول الله ینهاک ان تقتل امراةً او عسیفاً- [77]

اس سے مراد یہ ہر گز نہیں کہ ابو داؤد مرویات واقدی کے متون میں شک کرتے ہیں بلکہ انہیں واقدی کی اسناد میں شبہ ہے اور اس کی وجہ واقدی کا اسناد کو مرکب کرنا ہے۔ جبکہ خود اس عمل کو بھی خطیب نے بے عیب قرار دیا اور مثالیں دی ہیں کہ حماد بن سلمہ، ابن اسحاق اور خود ابن شہاب زھری بھی ایسا کرتے ہیں۔ [78]

(۳) بخاری نے جرح کے بعد واقدی پر فیصلہ صادر کیا ہے اور وہ ہے "سکتوا عنه"[79] اس پر خاموش ہو گئے بخاری کی خاموشی کے بعد اس کے قول سے استدلال کا کوئی جواز نہیں۔

علاوہ ازیں خود صحیح بخاری میں متون واقدی بخاری کی سند سے درج ہوئے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے بھی واقدی کی سند پر طعن واقع ہوا ہے نہ کہ متن پر اور سند واقدی پر طعن کی بنیاد اس کا مرکب ہونا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۴) حافظ ذھبی صرف اپنا اندازہ بیان کرتے ہیں کہ فرائض واحکام کے باب میں واقدی کی روایات نہیں ہونی چاہئیں اور نہ ہی صحاح ستہ میں مگر حقیقت اس کے برعکس ہے کہ محمد بن عمر الواقدی عن مالک بن انس کی سند سے بہت سی احادیث احکام وارد ہوتی ہیں۔

"حدثنا محمد بن عمر عن مالک عن عبدالله قال سالت سعید ابن المسیب عن البراذین فیها صدقا فقال سعید لیس شئی من الخیل صدقة"-[80]

''محمد بن عمر (الواقدی) امام مالک سے ہم کو روایت کرتے ہیں وہ عبداللہ سے کہ (عبداللہ نے) کہا میں نے سعید بن المسیب سے ترکی گھوڑوں کی زکوۃ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: گھوڑوں میں سے کسی چیز کی زکوۃ نہیں۔''

---

[77] ایضاً، ۲/۳۲۲؛ ایضاً، رقم: ۲۶۶۹
Ibid,2:322;Ibid,Raqam:2669

[78] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰/۳
Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:10

[79] یاقوت حموی، معجم الادباء، ۲۷۷/۱۸
Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā,18:277

[80] ابن حجر عسقلانی، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، (السعودیة: دار العاصمہ: ۱۴۱۹ھ) (باب: اسباب اسقاط الزکاۃ عن الخیل و الرقیق) ۵۰۱/۵
Ibne Ḥajar Asqalānī, al Matālib al A'lia bazwāid al Masāneed al Uthmānia,(al Sau'dia,Dār al A'āsma,1419), bāb Asbāb Asqāṭ al Zakāt a'n al Khail wa al Raqeeq,5:501

الموطأ میں یہ حدیثیں مالک عن عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم کے طرق سے "لا یا خذ من الخیل صدقة" اور مالک عن عبداللہ بن دینار "قال سالت سعید بن المسیب عن صدقه براذ بن فقال وھل فی الخیل صدقة" آئی ہیں۔[81]

نیز صحاح ستہ سند میں واقدی کے متون درجنوں کے حساب سے درج ہیں گو کہ سندیں ان کی اپنی ہوں اس حوالہ سے متون واقدی کی متابعت میں متون صحاح شاھد ہیں یہی حال مسند احمد، مؤطا امام مالک بیہقی، دار قطنی، دارمی، طبرانی اور دیگر کا بھی ہے۔[82] خود یاقوت حموی نے محدثین کے نزدیک واقدی کو مغازی و تاریخ وغیرہ میں اجماع امت کے ساتھ ثقہ قرار دیا ہے۔

"طائفة من المحدثین کا بن معین وابن ابی حاتم والنسائی وابن عدی وابن راھویه والدار قطنی اما فی اخبار الناس والسیر والفقه و سائر الفنون فھو ثقة باجماع"۔[83]

(۵) ابو عبدالرحمن محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے کہا تھا کہ میں واقدی سے بیزار ہوں اور اس سے روایت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس قول کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ ان کا ذاتی تجربہ ہے اس پر کوئی دلیل نہیں دیتے۔

(۶،۷،۸) انہی عبدالرحمن محمد بن عبداللہ بن سلیمان کے بیٹے عبدالرحمن نے ان کے حوالے سے کہا کہ میرے والد نے واقدی کو متروک الحدیث کہا۔ اس کا جواب خود ان کی دوسری رویات میں ہے اور وہ یہ ہے کہ عبدالرحمن نے ابو زرعہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس کی حدیثیں ترک کر دی گئی ہیں مگر ماسوائے متابعت (اعتبار) کے[84] کہ متون واقدی کی متابعت کرنے پر وہ متہم بالکذب رہتا ہے نہ اس کی حدیثیں متروک ہوتی ہیں۔

(۹) سعد بن عمرو البزدعی کا ابو زرعہ سے سوال کا جواب خود عبدالرحمن کے ابو زرعہ سے اس سوال کے جواب میں موجود ہے جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے وہ خود متابعت کے بعد واقدی کی حدیث روایت کرنے کا قائل ہے۔[85]

---

[81] مالک بن انس، المؤطا، کتاب الزکوٰۃ، باب ۲۳ ما جاء فی صدقۃ الرقیق والخیل والعسل، رقم الحدیث: ۳۹-۴۰
Mālik bin Anas, al Moaṭā,Kitāb al Zakāt,Bab23 ma ja fi Sadqa al Raqeeq wa al Khail wa al A’sal, Raqam al Ḥadith:39-40

[82] ایضاً Ibid

[83] یاقوت، معجم الادباء، ۲۷۹/۱۸ Yāqoot Ḥamvī, Mua’jam al udabā,18:279

[84] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۲۱/۴ Ibne abi Ḥātim, al Jaraḥ wa Ta,deel,4:21

[85] ایضاً Ibid

(۱۰،۱۱) امام مسلم اور نسائی اور ابن نمیر کے متروک قرار دینے کی بنیاد احمد بن حنبل کے قول پر ہے جبکہ خود امام احمد بن حنبل نے اسے متروک قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف خود واقدی سے اس قدر استفادہ کرتے تھے کہ ہر جمعہ حنبل ابن اسحاق کو ابن سعد کے پاس بھیجتے اور روایات واقدی کے دو اجزاء منگواتے پھر انہیں پڑھتے اگلے جمعہ کو واپس کرتے اور دو نئے منگوا لیتے تھے۔[86] نیز احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ بن احمد بن حنبل کا قول ہے کہ:

"كتب ابى عن ابو يوسف و محمد ثلاثه فما رفقلت له: كان ينظر فيها قال كان ربما نظرفيها وكان اكثر نظره في كتب الواقدى "۔ [87]

"میرے والد (احمد بن حنبل) نے ابو یوسف (القاضی) اور محمد (شاگردان ابو حنیفہ) سے تین ذخیرہ کتابوں کے لکھے اور محفوظ کیے وہ شاید ہی ان میں نظر دوڑاتے ہوں اور وہ اکثر واقدی کی کتابوں کو دیکھتے رہے تھے۔"

احمد بن حنبل خود واقدی کی حدیثوں اور کتابوں کو اپنے کثرت مطالعہ میں رکھتے تھے مگر متروک قرار دینے کی وجہ جو معلوم ہوئی ہے فقط وہ سندوں کا مرکب کرنا ہے۔

دوسرا اعتراض: منکر الحدیث ہونا:

واقدی کی حدیثوں میں منکرات کے حوالے سے درج ذیل اقوال سامنے آئے ہیں:

(۱) یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

نظرنا حديث الواقدى فوجدنا حديثة عن المدنيين عن شيوخ المجهولين احاديث مناكير-[88] "ہم نے واقدی کی حدیثوں کو دیکھا تو ہم نے دیکھا کہ اس نے مدینہ کے رواۃ سے ایسی منکر حدیثیں روایت کی ہیں جو ان (مدنی راویان) نے مجہول راویوں سے اخذ کیں۔"

(۲) مغلطائی نے العقیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

وفي الكتاب العقيلى (الضعفاء: ١٦٦٦) منكرالحديث۔ [89]

"اور عقیلی کی کتاب الضعفاء میں اس کی روایات کو منکر کہا گیا ہے۔"

---

[86] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳/۱۰-۱ — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, 3:1-10

[87] ایضاً ۳/۱۰ — Ibid, 3:10

[88] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۴/۲۱ — Ibne abi Ḥātim, al Jaraḥ wa Ta,deel, 4:21

[89] مغلطائی، اکمال تہذیب الکمال، ۱۰/۳۹۳ — Mughalṭāī, Akmāl Tahzeeb al Kamāl, 10:393

اعتراضات کا تنقیدی جائزہ:

واقدی کو منکر الحدیث قرار دینے میں دو قول پیش نظر ہیں:

(۱) یحییٰ بن معین کے نزدیک منکر ہونے کی وجہ مدینہ کے کثیر لوگوں کی مجہول راویوں سے روایت کردہ حدیثوں کو جمع کرنا ہے مراد یہ ہے یہ ہے واقدی نے غیر معروف رواۃ کی حدیثیں نقل کی ہیں مجہول رواۃ کی حدیثوں میں پایا جانے والا ضعف کثرت طرق سے دفع ہو سکتا ہے۔

(۲) عقیلی نے ضعفاء میں واقدی کو لکھا اور ضعف کا سبب منکر الحدیث ہونا بیان کیا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں اقوال کی بنیاد بھی احمد بن حنبل کا قول ہے کہ جسے ابراہیم الحربی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔

"سائلت ابراہیم الحربی عما انکرہ احمد بن حنبل عن الواقدی تذکران مما انکر علیه جمعه الاسانید و محسئه بالمتن واحداً"۔ [90]

"میں نے ابراہیم الحربی سے پوچھا جو کہ احمد بن حنبل کے واقدی کو منکر قرار دینے کے بابت ہے تو اس نے بیان کیا کہ جو اس پر منکر قرار دینے کی وجہ ہے وہ سندوں کا جمع کرنا اور ایک متن کے ساتھ بیان کر دینا ہے۔"

پھر ابراہیم الحربی احمد بن حنبل کے قول سے استدلال کر کے اپنا فیصلہ اس بارے میں یوں ہے کہ:

"قال ابراہیم الحربی: سمعت احمد و ذکر الواقدی فقال: لیس انکر علیه شیئاً الاجمعه الاسانید مجیئة بمتن واحد علی سیاقة واحدة عن جماعة وربّما اختلفوا"۔ [91]

ابراہیم الحربی کہتے ہیں کہ: میں نے احمد بن حنبل سے سنا اور جب واقدی کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس (واقدی) میں کوئی شے منکر کا حکم نہیں لگا سکتی ماسوائے اس کے اس عمل کے کہ وہ ایک سیاق و سباق پر مشتمل حدیث کے ایک متن پر سندوں کو جمع کر دیتا ہے اور شاید ان میں اختلاف بھی ہوتا ہے۔ خطیب بغدادی نے واقدی کی علمیت اور روایات مغازی کی حجت کی بابت ایک تفصیلی بحث رقم کی ہے اور مدینہ میں واقدی کے درس مغازی کے متعلق یوسف بن ابراہیم کا قول نقل کیا ہے کہ:

بغداد جانے سے پہلے واقدی مدینہ میں مسجد نبوی میں باقاعدہ مغازی کا درس دیتے تھے یوسف بن ابراہیم سمعی کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ واقدی مسجد نبوی کے ایک ستون کے پاس درس دے رہے ہیں پوچھا کہ کس چیز کا

---

[90] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰/۳ — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, 3:10

[91] ایضاً، ۱۶/۳ — Ibid, 3:16

درس دے رہے ہیں؟ تو کہا کہ جزء من المغازی یعنی مغازی کے ایک حصہ کا۔ سمعی ہی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے واقدی سے کہا کی بعض لوگ بہت سے راویوں کی سندوں کو یکجا کر کے مشترک واقعات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس سے روایات میں تمیز نہیں ہوتی ہے بہتر ہو کہ آپ ہر راوی کی روایت کو اس کی سند سے علیحدہ علیحدہ بیان کریں، واقدی نے جواب دیا کہ ایسی صورت میں بہت طوالت ہو گی، ہم نے اس پر رضامندی ظاہر کی تو ایک ہفتہ کے بعد مجلس درس میں آئے، اور اپنے ساتھ صرف غزوہ احد کے بارے میں اجزاء اور بعض روایت میں ہے کہ سو(۱۰۰) اجزاء لکھ کرلائے، یہ دیکھ کر ہم نے کہا کہ آپ حسب سابق تمام رواۃ واسناد کو یکجا کر کے مختصر طور سے بیان کیا کریں۔[92]

چنانچہ واقدی کی علمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کسی طرح حالات و واقعات کو دقت نظر سے دیکھتا اور معلومات کی قدر باریک بینی سے جمع کرتا تھا اور اپنی مرویات میں کسی قدر اہم معلومات کا ذخیرہ کس عمدہ اور مختصر انداز سے رقم کرتا تھا۔ چنانچہ خطیب نے لکھا ہے:

واقدی کا بیان ہے کہ میں صحابہ اور شہداء کی اولاد میں سے اور ان کے موالی میں سے جس کو پاجاتا اس سے دریافت کرتا کہ کیا آپ نے اپنے خاندان کے کسی شریک غزوہ سے کوئی خبر سنی ہے اور اگر کوئی شہید ہوا ہے تو کہاں؟ اور جب کوئی بات معلوم ہوتی تو جائے وقوع پر جا کر تحقیق کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے مریسیع جا کر وہاں کا منظر دیکھا۔ اسی طرح جس غزوہ کے بارے میں کوئی بات معلوم ہوتی خود جا کر وہاں کا معائنہ کرتا۔ ہارون قروی کہتے ہیں کہ میں نے واقدی کو مکہ میں دیکھا کہ پانی کا برتن لیے کہیں جا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ بولے حنین جانا چاہتا ہوں تاکہ غزوہ حنین کی جائے وقوع اور اس کی نوعیت معلوم کروں۔[93]

قریب اللفظ اور قریب المعنی روایتوں کے متون یکجا کرنے میں واقدی بے مثل ہے اس متعلق اطہر مبارک پوری نے بڑی عمدہ بحث کی ہے وہ کہتے ہیں کہ: واقدی عام طور سے قریب اللفظ اور قریب المعنی روایتوں کو ان کی سندوں کے ساتھ الگ الگ بیان نہیں کرتے ہیں بلکہ راویوں کے نام لے کر واقعہ بیان کرتے ہیں جو محدثین کے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ہر راوی کی روایت کو اس کی سند سے بیان کرتے ہیں اور اس کو مستقل حدیث قرار دیتے ہیں،

---

[92] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۸/۳ — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, 3:8

[93] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ص: ۳۱۳ — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, P:313

یہ ان کی شدت احتیاط ہے مگر مورخین ایسا نہیں کرتے ہیں، واقدی کے خاص تلمیذ اور کاتب محمد بن سعد نے بھی طبقات کی کتاب المغازی میں ایسا ہی کیا ہے۔[94] واقدی نے حدیث کی نئی صنعت متعارف کرائی ہے:

ایک متن وسیاق کی حدیثوں کو ایک متفق متن کو لکھ کر ان کی اسناد کو مرکب کرنے میں واقدی نے ایک نئی صنعت کو جنم دیا ہے اور یہ طرح ان کے ماقبل ابن شہاب زھری نے بھی ڈالی تھی جیسا کہ خطیب نے لکھا ہے۔[95] مغازی کے باب میں وہ ایسا کرنے میں منفرد نہیں بلکہ ان کے ماقبل ومابعد کے اصحاب المغازی بھی ایسا کرتے رہے ہیں۔

تیسرا اعتراض: مقلوب سندیں:

احمد بن حنبل کہتے ہیں:

(۱)"وكان الواقدی يقلب الاحاديث يلقی حديث ابن اخی الزهری علی معمر نحوهذا"۔[96]

"واقدی حدیثیں مقلوب کرتا تھا وہ ابن شہاب زھری کے بیٹے اور معمر بن راشد کی حدیثیں اسی طرح ملا دیا کرتا تھا۔"

معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین سے پوچھا:

(۲)"قلب ليحيیٰ بن معين لم لم تعلم عليه كان الكتاب عندک؟ قال استحی من انبه وهولی صديق وقلت: فما ذا تقول فيه؟ قال: كان يقلب الاحاديث يونس فيصيرها عن معمر ليس ثقة"۔[97]

اس کو خطیب سے مزی نے بھی نقل کیا ہے۔[98]

میں نے یحییٰ بن حصین سے پوچھا آپ کے پاس جو کتاب ہے آپ اسے کیوں نہیں تعلیم کرتے؟ تو بولے! میں شرمندہ ہوں اس کا بیٹا میرا دوست ہے، تو میں نے کہا: پھر آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بولے: وہ (واقدی) یونس کی حدیثیں مقولب کرتا تھا اور وہ اسے معمر کی حدیثیں بنا دیتا تھا۔ وہ ثقہ نہ تھا۔

اعتراضات کا تنقیدی جائزہ:

---

[94] اطہر مبارک پوری، تدوین مغازی وسیر، (لاہور: بیت الحکمت، طبع: 2005)، ص: ۲۲۲
Aṭhar Mubārak Purī, Tadveen Maghāzī wa siar,(Lahore, Bait al ḥikmat, Ṭaba,2005),P:222

[95] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰۱/۱ — Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,1:101

[96] ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۲۱/۴ — Ibne abi Ḥātim, al Jaraḥ wa Ta,deel,4:21

[97] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳/۳ — Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād,3:13

[98] مزی، تہذیب الکمال، ۲۲۹/۹ — Mizī,Tahz al Kamāl, 9:229

(۱،۲) مقلوب حدیث کی ایسی قسم کو کہتے ہیں جس میں راوی نے حدیث کے جملوں لفظوں یا راویوں کے ناموں کو آگے پیچھے کر دیا ہو اس طرح سندیں تقدیم و تاخیر سے حدیث مقلوب السند اور الفاظ اور جملوں میں تقدیم و تاخیر سے مقلوب المتن حدیث بن جاتی ہے۔ واقدی پر اس طعن کی وجہ اس کے پیش نظر ذخیرہ معلومات کی جمع آوری کی اہم مہم ہے۔ ابن حصین کہتے ہیں کہ واقدی یونس کو معمر سے جا ملاتا ہے یا یونس کی جگہ معمر کہہ دیتا ہے اس واسطے قلب کا مرکب ہوا ہے اور احمد بن حنبل کہتے ہیں وہ ابن شہاب زھری کے بیٹے کی حدیث کو معمر کے ساتھ ملا دیتا ہے۔

اوالذکر قول کا رد خطیب خود احمد بن حنبل کے حدیث نبھان والے اعتراض کو سامنے رکھ کر کر چکے ہیں کہ یونس منفرد نہیں بلکہ اس کے اوپر کے طبقہ میں دیگر روایات بھی ہیں جو روایت کرتے ہیں احمد بن حنبل کو اس کا علم نہ ہوا تھا۔ موخر الذکر کا جواب یہ ہے کہ واقدی کثرت روایات کی وجہ سے روایات کی تقطیع کرتا ہے۔[99] یہ بعد میں امام بخاری کا اہم اسلوب رہا ہے۔[100] اور اسے مختلف مقامات مطلوبہ پر درج کر دیتا ہے اور ابن الصلاح نے تقطیع حدیث کے جواز پر قول کیا ہے کہ یہ منع کی نسبت زیادہ صحیح قول ہے۔[101]

مگر ان متفرق روایات کے ٹکڑوں کو جب جمع کرتا ہے تو اسناد سے حرف نظر کرتا ہے۔ بعض اوقات وہ ان جمع الاسانید اور بعض اوقات مرکب الاسناد سے متصف ہوتا ہے اس طرح واقدی کی روایات میں قلب کا شائبہ لگنے لگتا ہے۔ واقدی نے عمداً قلب فی الحدیث کا مرتکب نہیں ہوا ہے۔ محدثین کے نزدیک قلب (حدیث کے الفاظ متن یا سند کو آگے پیچھے کرنے کا عمل تین حال پر ہے:

قصدا الاعراب: حدیث کو منفرد، عجیب بنانے اور اجنبیت پیدا کرنے کے لیے تو یہ ناجائز و غیر درست ہے۔

قصد الامتحان: کسی محدث کا امتحان لینے یا حافظہ کی تحقیق کے لیے تو یہ جائز ہے مگر اس کے لیے مجلس کی اہلیت اور شرکاء کی ثابت قدمی معلوم ہو اور مجلس برخاست ہونے سے پہلے اس کی صورت واضح کر دی جائے۔

وقوع فی الخطاء: بغیر ارادے کے غلطی اور خطاء واقع ہونے سے قلب ہوتا ہے تو اس راوی کو معذور سمجھا جائے گا۔[102] لہٰذا واقدی کے ہاں قلب فی الخطاء واقع ہوا ہے اور اس بابت اس کے عذر کو قبول کرنا چاہئے۔

---

[99] حدیث کے ٹکڑے کر کے ان کو متفرق ابواب میں ذکر کر دینا تقطیع کہلاتا ہے۔

[100] سعیدی، تذکرۃ المحدثین، ص:۱۹۰ Sa'eedī, Tazkra al Muḥadithin, P:190

[101] ابن الصلاح، مقدمہ علوم الحدیث، ص:۱۹۴ Ibne al Ṣalāḥ, Muqadma U'loom al Ḥadith, P:194

[102] محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص:۱۰۳، ۱۰۴

چوتھا اعتراض: معضل سندیں

(۱) قال ابن حبان: وکان یروی عن الثقات المقلوبات وعن الاثبات معضلات حتی ربما سبق الی القلب کان المعتمدعلی ذلک ۔[103]

"ابن حبان نے کہا: اور وہ ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں لیتا اور ثبت راویوں سے معضل روایتیں لیتا تھا۔ بعض اوقات دل میں یہ بات آئی کہ وہ لائق اعتماد ہے۔"

معضل حدیث کی وہ قسم ہیں جس میں درمیان سند سے دو متواتر راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ ثبت یعنی مضبوط رایوں کی حدیثوں سے مفصل السند روایتیں کرتا تھا۔ بسا اوقات اسناد میں سے سقوط راوی کا پیش آنا کثرت قرات اور کثرت کتابت کی وجہ سے اکثر کتب میں وارد ہوا ہے مگر محدثین کے خاص طبقہ نے عہد تدوین میں اس کی نسبت احتیاطیں برتی ہیں اس ازالہ کا رد خود ابن حبان نے اپنے قول کو شک میں ڈال کر کیا ہے کہ خود ابن حبان بسا اوقات واقدی کو دل سے قابل اعتماد تسلیم کرنے لگتے تھے۔

پانچواں اعتراض: مرکب الاسناد

عبداللہ بن علی ابن المدینی نے اپنے والد سے سنا کہ واقدی ابن ابی یحییٰ سے لکھت اہے اور یہ بھی سنا کہ :

(۱) قال و سمعت انی یقول: سمعت احمد بن حنبل الواقدی یرکب الاسانید۔[104]

میں نے اپنے والد (ابن المدینی) کو سنا ہے کہ انہوں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ : واقدی سندیں مرکب کرتا تھا۔ اس قول کو خطیب سے مزی نے بھی نقل کیا ہے۔[105]

عبداللہ بن المدینی ہی یحییٰ بن معین کا قول نقل کرتے ہیں:

Memood al Ṭeḥān,Teser Muṣṭaliḥ al Ḥadith, P:103-104

[103] ابن حبان، محمد بن احمد ابی حاتم التمیمی، الحافظ الامام، کتاب المجروحین، (حلب: دار الواعی، الطبعۃ: 1395ھ/1975م)، ۲/۲۹۰

Ibne Ḥabān, Muḥammad bin Aḥmad abi Ḥātim al Tameemi,al Ḥafiz al Imām, Kitāb al Majroḥeen, Ḥalab, Dār ul Wae'I,al Ṭaba 1395/1975,2:290

[104] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳/۱۳ Khaṭeeb Baghdādī,Tārikh Baghdād, 3:13

[105] مزی، تہذیب الکمال، ۹/۲۹۱ Mazī, Tahzeeb al Kamāl, 9:291

(۲) وسمعت يحيىٰ بن معين يقول: الواقدی يحدث عن عاتكة بنت عبدالمطلب وعن حمزة بن عبدالملطب من مركب۔[106]

اور میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے سنا کہ: واقدی عاتکہ بنت عبد المطلب اور حمزہ بن عبد المطلب سے مرکب روایت کرتا ہے۔ یعنی ان کی سندوں کو جمع کر دیتا ہے۔

اسی طرح حاکم نے "ذاهب الحديث"[107] کہ کر جمع اسناد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۲،۱) مرکب الاسناد: سندوں کا ملانا۔ یہ روایت بالمعنی سے خاص کر تعبیر ہے کہ واقدی ایک ہی مضمون کی حدیثوں کو اکٹھا کر کے روایت بالمعنی یعنی حدیث رسول کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اس حوالے سے وہ مختلف سندوں کو اکٹھا کر دیتے ہیں اور ایسا کرنا عیب نہیں کہ خطیب بغدادی نے اس کا دفاع کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ حماد بن سلمہ اور ابن شہاب زہری اور ابن اسحاق بھی ایسا کرتے رہے ہیں۔[108] اور مورخین و صاحبان مغازی کا ایسا کرنا عام ہے۔ مرکب سندوں پر تفصیلی بحث واقدی کے منکر قرار دیئے جانے کی وجوہات کے تحت تفصیلی طور پر کی جاچکی ہے۔

واقدی کی عدالت پر دلائل:

(۱) خطیب بغدادی، یاقوت حموی اور ابن خلقان جو متقدم اہل علم گزرے ہیں انہوں نے واقدی کے تذکرہ مین جرح کو ہر گز اتنی اہمیت نہیں دی جس قدر اس کی مغازی پر گرفت اور فن مغازی و سیرت اخبار و طبقات میں اس کی مہارت علمی کی قدر دانی کی ہے بلکہ خطیب بغدادی نے تو خود "المدافعة عن الواقدی"[109] کے عنوان سے خود واقدی پر جرح کا دفاع بڑے عمدہ طریقے سے کیا ہے اور واقدی کی جرح کے لیے بنیاد بنائی جانے والی روایات کو ذکر کر کے ان پر مفصل بحث بھی کی ہے اور پھر دلائل اور روایات سے استدلال کے بعد ایک اہم جرح کے جواب میں واقدی کے لیے "وهذا مما ظلم على الواقدی" [110] کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ جبکہ یاقوت نے صرف چند

---

[106] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳/۳ — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, 3:13

[107] مزی، تہذیب الکمال، ۲۳۰/۹ — Mizī, Tahzeeb al Kamāl, 9:230

[108] غلام رسول سعیدی، تذکرۃ المحدثین، ص:۳۴ — Ghulām Rasool Sa'eedī, Tazkra tul Muḥadithin, P:34

[109] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۸/۳ — Khaṭeeb Baghdādī, Tārikh Baghdād, 3:18

[110] ایضاً، ۱۹/۳ — Ibid, 3:19

اقوال جرح ذکر نے کے بعد اپنا فیصلہ بڑے کھلے انداز میں صادر فرمایا ہے کہ واقدی ثقہ ہے۔[111] اور ابن خلقان نے بھی آپ کے ضعف حدیث کا ذکر کر کے یہی لکھا ہے اس کی حدیث کو فطین قرار دیا گیا اور اس میں بھی کلام ہے۔[112] مراد یہی ہے کہ واقدی کا ضعف ابن خلقان کے نزدیک حتمی نہیں بلکہ مختلف فیہ بات ہے۔

(۲) طبقہ محدثین میں سے ایک جماعت نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے ان ثقہ قرار دینے والوں میں ابو عبید قاسم بن سلام[113] محمد بن اسحاق[114] یاقوت حموی۔[115]

(۳) واقدی پر طعن کی بنیادی وجہ اس کا ہر بات بیان کرنا ہے جیسے سمعانی کے مرکب ہے کہ "ولم يخف على احد اخبار الناس امرة"[116] اور واقعتاً زیادہ پھرنے والا زیادہ معلومات رکھنے والا اور زیادہ لوگوں سے تعلقات رکھنے والا شخص کثرت کلام کرتا ہے۔

(۴) باتفاق رائے واقدی مغازی کے میدان میں ثقہ وصحت ہے۔[117] اور مابعد کے سب مغازی نگار و تاریخ دان اس کے محتاج کرم ہیں۔[118]

(۵) فن حدیث کے لحاظ سے واقدی پر بنیادی جرح اس کا ضعف ہے۔ حدیث ضعیف بیاد طور پر ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں سقوط راوی یا طعن کی وجہ سے رد کیا جائے یہ دو اقسام میں سے واقدی پر صرف بعض وجوہ سے طعن کیا گیا ہے جن کی وجہ سے اس کی بعض حدیثوں کو متروک اور منکر کہا گیا۔ اس بارے میں تین باتیں اہم ہیں:

---

111 یاقوت حموی، معجم الادباء، ۲۷۹/۱۸ — Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā, 18:279

112 ابن خلقان، وفیات الاعیان، ۳۹۰/۲ — Ibne Khalqān, wa Fayāt al A'yān, 2:390

113 مزی تہذیب الکمال، ۲۳۱/۹ — Mazī, Tahzeeb al Kamāl, 9:231

114 یاقوت حموی، معجم الادباء، ۲۷۷/۱۸ — Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā,18:277

115 ایضاً، ۲۷۹/۱۸ — Ibid,18:279

116 سمعانی، الانساب، ۲۷۱/۱۳ — Samā'nī, al Ansāb,13:271

117 یاقوت حموی، معجم الادباء، ۲۷۹/۱۸ — Yāqoot Ḥamvī, Mua'jam al Adabā, 18:279

118 ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۴۶۹/۹ — Zahbī, Siyar A'lām al Nubalā, 9:469

اول: واقدی کی تمام روایات کو مطلقاً نہ تو متروک قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی منکر بلکہ انہیں بعض علماء کے بعض روایات کی نشان دہی کرنے کے بعد ہے۔ اور چندوں نے اکثر پر قول کیا تو اس کی روایات جس قدر موجود ہیں اس قدر طعن کرنے والون نے مثالیں پیش نہیں کیں۔

دوم: اس تمام طعن کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ متن کے بارے میں یہ حکم نہیں۔ واقدی کو بعض علماء نے مقلوب ہونے پر بحث کی ہے۔ قلب چونکہ متن وسند دونوں میں واقع ہو سکتا ہے لیکن علماء رجال میں کس نے واقدی کے متون کو مقلوب قرار نہیں دیا بلکہ سند میں قلب کی نشاندہی کی ہے۔

سوم: متون واقدی پر واحد اعتراض یہ ہے کہ بعض متون شاذ (غیر محفوظ) ہیں۔ تو اس اعتبار سے بھی یہ ثقہ راوی کا متن ہوتا ہے جب وہ اوثق کی مخالفت کرے۔

خلاصہِ کلام:

کتاب المغازی کی روایات کے حوالے سے واقدی پر مفصل، مقلوب، مرسل اور مرکب اسناد کے واقع ہونے کے الزامات ہیں اور یہ سب اسباب ضعف میں سے ہیں اس اعتبار سے بنیادی حکم ضعیف کا ہے۔ اگرچہ دیگر اقوال جرح بھی دلائل کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں مگر یہ بنیادی الزام فن سیرت نگاری کے لحاظ سے خاص اہمیت بھی نہیں رکھتا اس لیے کہ محدثین کے اصول روایت ودرایت کا اطلاق عہد تدوین کے بعد ہوتا ہے جبکہ کتاب المغازی عہد تدوین سے قبل دوسری صدی ہجری کی یادگار ہے۔ مگر پھر بھی انہیں محدثین کے اصول میں یہ بھی شامل ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث قابل قبول ہے کہ اس سے احکام ومسائل یا دین شریعت اخذ کرنا مقصود نہیں ہوتا لیکن ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ فن اعتبار ومتابعت کے ذریعے ضعیف حدیث کے دیگر متون اور اس متن کی دیگر اسناد کو جمع کر لینے سے ضعیف حدیث کثرت اسناد کے سبب حسن لغیرہ میں داخل ہو جاتی ہے جو صحیح سے متعلق ہے۔ البتہ واقدی پر کی گئی تمام جرح بخاری پر منتہی ہے اور بخاری احمد بن حنبل سے ناقل ہیں اور احمد بن حنبل کا اعتراض حدیث نبھان علماء کے نزدیک ختم ہو چکا ہے شاید اسی لیے احمد بن حنبل خود ہر جمعہ واقدی کی روایات کے دو اجزاء منگواتے اور ان کا مطالعہ کرتے اور اگلے جمعہ مطالعہ کر کے دو اور منگوا لیتے محتاط ترین محدث کے پاس یقیناً اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کسی غیر ثقہ یا ضعیف یا متروک ومنکر راوی کی روایات کو عرصہ تک اس اہتمام کے ساتھ مطالعہ کرتے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License